(۱)

سلسلہ واقعات

۲۷ اپریل ۱۹۹۸ء ایوب مسیح کو دفعہ ۲۹۵-سی کے تحت سزائے موت سنائی گئی۔ "استغاثہ کے مطابق ملزم ایوب مسیح نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو چک ۳۵۳-ای-بی میں ایک سنی مسلمان محمد اکرم اور دیگر افراد کی موجودگی میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور سنگین نوعیت کی توہینِ رسالت کا مرتکب ہوا جس پر ملزم کو گرفتار کیا گیا۔ سیشن جج پاکپتن کی عدالت میں سماعت شروع ہوئی تو ایک فریق نے اعتراض کیا، جس کے بعد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے مقدمہ سیشن جج ساہیوال کی عدالت میں منتقل کر دیا۔ سیشن کورٹ میں ملزم فریق نے فائرنگ کر کے ملزم کو ہلاک کرنے کی سازش کا ڈرامہ رچایا جس کے بعد سیشن جج ساہیوال کی درخواست پر محکمہ داخلہ پنجاب نے مقدمے کی سماعت جیل کے اندر کرنے کی ہدایت کی جس جس پر مقدمے کی سماعت جیل میں ہوئی۔ مدعا علیہ نے صفائی کے لیے دو عیسائی گواہ پیش کیے۔" ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ساہیوال نے سنٹرل جیل کے بند کمرے میں مقدمے کی سماعت مکمل کر کے فیصلہ سنایا۔ (روزنامہ "جسارت"، کراچی - ۲۸ اپریل ۱۹۹۸ء)

۲۹ اپریل وفاقی وزیر برائے مذہبی امور راجہ ظفر الحق نے بی-بی-سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ "قانون توہینِ رسالت کسی خاص مذہب یا برادری کے خلاف نہیں۔" قانون کے تحت ملزم زیریں عدالت کے فیصلے کے خلاف اعلیٰ عدالتوں میں اپیل دائر کر سکتا ہے۔

۵ مئی بشپ جان جوزف نے "دفعہ ۲۹۵-سی کے خلاف آخری اقدام" کے زیر عنوان مختلف اداروں اور افراد کو ایک مراسلہ ارسال کیا جس میں لکھا کہ "انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے مسیحی اور مسلم اشخاص اور تنظیموں نے تہیہ کر لیا ہے کہ ہم ایوب مسیح کی سزائے موت معطل کروانے کے لیے متحدہ محاذ بنائیں گے۔"

۶ مئی ایوب مسیح کے لیے ساہیوال کے گرجا میں شام کے وقت بشپ جان جوزف کی رہنمائی میں خاص دعا کی گئی جس کے بعد کھانے کا اہتمام تھا۔

دعا اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بشپ جان جوزف نے ساڑھے نو بجے رات سیشن کورٹ ساہیوال کے باہر مبینہ طور پر اپنی کنپٹی پر پستول کا فائر کر کے خودکشی کر لی۔

۷ مئی پولیس کے تحفظ میں بشپ جان جوزف کی میت اُن کے آبائی گاؤں خوشپور (نزد سمندری) لے جائی گئی۔ خاندان کے افراد، رکن قومی اسمبلی پیٹر جان سہوترا اور رکن صوبائی اسمبلی جانسن مائیکل نے اعلان کیا کہ شام چار بجے آخری رسومات ادا کی جائیں گی، اور خوشپور میں تدفین ہو گی، مگر دوبارہ آخری رسومات کے لیے ۸ مئی کو دس بجے کا وقت مقرر کیا گیا۔

۸ مئی آخری رسومات ادا کی جاری تھیں کہ تقریباً ڈیڑھ سو نوجوان حکومت مخالف نعرے لگاتے ہوئے آدھمکے اور اُنہوں نے اعلان کیا کہ وہ بشپ کو فیصل آباد میں دفنائیں گے جہاں وہ ایک عرصے سے قیام پذیر تھے۔ حاضرین میں سے بھی بعض نے بپھرے ہوئے نوجوانوں کی تائید کی۔ میت فیصل آباد منتقل کر دی گئی۔

حکومت پنجاب نے بشپ جان جوزف کی مبینہ خودکشی کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور راجہ ظفر الحق نے بشپ جان جوزف کی رحلت اور اُن کے انتہائی اقدام پر دُکھ کا اظہار کیا۔

وزیر اطلاعات مشاہد حسین نے بی-بی-سی سے ایک انٹرویو میں کہا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو قانون، دستور اور اسلامی معاشرتی اقدار کے تحت پورا پورا تحفظ حاصل ہے۔ قانون توہین رسالت ہرگز اقلیتوں کے خلاف نہیں۔ ایسا قانون برطانیہ اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں بھی موجود ہے۔

ملتان ڈویژن کے مختلف چرچوں کے نمائندوں نے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے مسیحی ارکان سے ایک بیان میں کہا کہ وہ بشپ جان جوزف کی خودکشی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپنی نشستوں سے استعفاء دے دیں۔

۱۰ مئی فیصل آباد میں بشپ جان جوزف کی تدفین ہوئی۔

تدفین کے بعد مسیحیوں نے شہر کے مختلف علاقوں میں جلوس نکالے۔ جلوس میں شریک افراد نے ڈنڈے اٹھار کھے تھے۔انہوں نے زبردست توڑ پھوڑ کی اور درجنوں گاڑیوں کے شیشے توڑ دیے۔ دوسری طرف کلمہ طیبہ کی بے حرمتی کے خلاف مسلمانوں نے ایک احتجاجی پروگرام ترتیب دیا اور ایک جلسہ منعقد کیا۔اس دوران میں یہ اطلاع پھیل گئی کہ مسیحیوں کا جلوس اس طرف بڑھ رہا ہے جس پر مسلمان جلوس کی شکل میں کرسچین ٹاؤن کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسیحیوں کا ایک قافلہ خود سوزی کے لیے لاہور روانہ ہو رہا تھا کہ شاد کوٹ کے قریب گرفتار کر لیا گیا۔وائس آف امریکہ کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں نے مسیحیوں کی بستی پر حملہ کیا۔ مختلف شہروں سے جو مسیحی بشپ کی تدفین میں شرکت کے لیے فیصل آباد آنا چاہتے تھے، انہیں بھی مختلف مقامات پر روک دیا گیا۔ گوجرہ میں بھی تشدد کے واقعات ہوئے اور مسیحی مظاہرین نے ریلوے لائن اور سڑک بلاک کر دی، اس کے علاوہ بسوں اور گاڑیوں پر پتھراؤ کیا۔ (اداریہ روزنامہ "اساس"، راولپنڈی)

۱۵ مئی مسیحی برادری نے بشپ جان جوزف کی ہلاکت اور ۲۹۵-سی کی منسوخی کے لیے لاہور میں مظاہرہ کیا جسے پولیس نے لاٹھی چارج کر کے منتشر کر دیا۔ "جلوس پر لاٹھی چارج ہونے کے بعد نوجوانوں کی ٹولیوں نے ردعمل میں توڑ پھوڑ کی۔" (ماہنامہ مکاشفہ، مئی ۱۹۹۸ء، ص ۱۹)

۱۸ مئی مسیحی اور مسلمان رہنماؤں کی صدر مملکت محمد رفیق تارڑ سے ملاقات۔ صدر مملکت نے کہا کہ "پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کو یقینی بنایا جائے گا اور مسیحیوں سمیت ملک کے تمام شہریوں کا تحفظ کیا جائے گا۔"

۲۱ مئی مذہبی جماعتوں کا ایک اجتماع گوجرانوالہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حکیم عبدالرحمٰن آزاد کی صدارت میں ہوا۔ اجتماع میں کہا گیا کہ مسیحی اور مغربی ممالک بشپ جان جوزف کی مبینہ خودکشی سے غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اجتماع نے مسیحی برادری کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے احتجاج کے ذریعے اخلاقی اور مذہبی حدود نہ پھلانگیں۔

۲۲ مئی وفاقی وزیر مذہبی اُمور، تحریکِ انصاف، جماعت اسلامی پاکستان اور وطن عزیز کی دوسری مذہبی جماعتوں اور علماء نے "قانون توہین رسالت" میں

کسی ترمیم کی مخالفت کی، مگر پاکستان پیپلز پارٹی نے قانون میں تبدیلی کا مطالبہ کیا ہے کہ توہین رسالت کے سلسلے میں غلط اطلاع دینے والے کو بھی سخت سزا دی جائے۔ پارٹی کی مرکزی انتظامیہ کے اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حقوقِ انسانی کی تنظیموں کے ساتھ مشورہ کر کے قانون میں ترمیم کی جائے۔

"قانون توہینِ رسالت سے اختلاف نہیں، نفاذ کا طریقہ درست کیا جائے۔" (جے - سالک)۔ چیئرمین "اسلامی نظریاتی کونسل" نے جے - سالک سے باتیں کرتے ہوئے صراحت کی کہ "توہین رسالت کے مرتکب کے لیے سزائے موت پر اُمت مسلمہ کا چودہ صدیوں کی تاریخ میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔" ("خبریں"-اسلام آباد، مئی ۱۹۹۸ء)

۲۳ مئی "قانون توہینِ رسالت" کے حق میں ملک کے کئی شہروں میں ہڑتال ہوئی۔ وفاقی وزیر قانون خالد انور نے کہا کہ حکومت قانون توہینِ رسالت میں ترمیم کرے گی، مخالفین پر جھوٹے مقدمے بنوانے والوں کو سخت سزا دی جائے گی۔

۲۴ مئی پنجاب (انڈیا) کے مسیحیوں کے ایک گروہ نے پاکستانی سرحد کی جانب مارچ کرتے ہوئے پاکستان مخالف نعرے لگائے اور "قانون توہینِ رسالت" کی تنسیخ کا مطالبہ کیا۔

۲۸ مئی اسلام آباد میں جے سالک کی کوشش سے "محبِ وطن پاکستان کانفرنس" کا انعقاد

کانفرنس کے جاری کردہ "اعلانِ اسلام آباد" میں دفعہ ۲۹۵ - سی کا غلط استعمال روکنے کے لیے تجویز کیا گیا کہ کسی ملزم کے خلاف ابتدائی رپورٹ کے اندراج سے پہلے مسلم اور مسیحی مذہبی رہنماؤں کو الزام کا جائزہ لینا چاہیے۔